OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY”*
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.11 Issue 12 December 2022

قاضی عیاضؒ اوران کی اکمال المعلم بفوائد مسلم - تعارف و تجزیہ

Qādī ‘Iyād and His Ikmāl al- Mu‘lim bi Fawāi'd Muslim Introduction and Analysis

Dr. Jamila Shaukat
Professor Emeritus, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Dr. Ayesha Jabeen
Lecturer, Govt. Graduate College for Women, Gulberg, Lahore.

Abstract: Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ is considered one of the most authentic books of ḥadīth compiled by the proficient muḥaddīth Imām Muslim (d.261 A.H.).The foremost commentary of this compendium was presented by a remarkable scholar of al-maghrib Imām Māzirī (d.536 A.H.) under the name al- Mu‘lim bi Fawāi'd Muslim. He elucidated the selected Aḥādīth from selected chapters of al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ. Observing the need for an exhaustive and detailed interpretation, another eminent scholar of al-maghrib Qāḍī ‘Iyāḍ (d.544 A.H.) authored the commentary entitled Ikmāl al- Mu‘lim bi Fawāi'd Muslim in continuation of Imām Māzirī ’s sterling work. This article aims to exhibit the distinctive services of an illustrious muḥaddīth Qāḍī ‘Iyāḍ and demonstrate the salient features of his noteworthy commentary Ikmāl al-Mu‘lim.

Key Words: Commentary of Ḥadīth, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Qāḍī ‘Iyāḍ, Ikmāl al- Mu‘lim bi Fawāi'd Muslim.

قاضی عیاضؒ: سوانحی حالات

ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون (1)بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی (2)السبتی ۴۷۶ھ میں سبتہ (3) میں پیدا ہوئے۔ اجداد کچھ عرصہ قیروان اور اندلس کے شہر بسطہ(4) میں سکونت پذیر رہے۔ یہ یقینی طور پر معلوم نہیں کہ قیروان میں قیام اندلس سے قبل تھا یا بعد میں۔ پھر فاس منتقل ہوئے اور وہاں سے سبتہ آکر قیام پذیر رہے۔ جداعلیٰ عمرون کا شمار فاس کے نمایاں و معزز افراد میں ہوتا تھا۔(5)

قاضی عیاضؒ کی پرورش علمی و دینی ماحول میں ہوئی۔ ذہین و فطین اور حصولِ علم کے دل دادہ تھے۔ قرآن حکیم اور اس سے متعلقہ علوم کے ساتھ ساتھ حدیث، فقہ، لغت و ادب، سیرت و تاریخ وغیرہ جملہ علوم میں رسوخ و مہارت حاصل کی۔(6)سبتہ کے مکین ہونے کے سبب مشرق و مغرب کے اہلِ علم سے استفادے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اندلس کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران جلیل القدر اہلِ علم سے خوشہ چینی کی۔ عدالت و ثقاہت اور علمی رسوخ کی شہرت کے نتیجہ میں افریقہ، مصر، حجاز وغیرہ کے ائمہ کرام نے اپنی مرویات و تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔(7)

۵۱۵ھ میں سبتہ کے قاضی مقرر ہوئے، یہ فریضہ درس و تدریس کی ذمہ داری کی ادائیگی میں حائل نہ ہوا۔ ۵۳۱ھ میں غرناطہ میں بطور قاضی تعیناتی ہوئی۔ ۵۳۹ھ میں انہیں دوبارہ سبتہ کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔(8) موحدین نے جو اس وقت برسر اقتدار تھے بسبب مخالفت دائ شہر جلاوطن کر دیا۔ قاضی عیاضؒ نے یہ ایام رنج و غم کے ساتھ گزارے اور اسی حالت میں ۵۴۴ھ میں خالقِ حقیقی کے حضور پیش ہو گئے۔ مراکش کے باب ایلان میں دفن کیا گیا۔(9)

شیوخ

قاضی عیاضؒ کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے۔ وہ اپنے وقت کے چوٹی کے اہلِ علم و فضل کے مشربِ صافی سے خوب سیراب ہوئے۔ ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- حمدین، ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد (م۵۰۸ھ)

  اندلس کے جلیل القدر عالم جو منصبِ قضا پر بھی فائز رہے۔(10)

- ابن عتاب، ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد (م۵۲۰ھ)

  ان سے فنِ حدیث کی متعدد کتب و علوم کی تحصیل کی۔(11)

● ابو علی الصدفی، الحسین بن محمد (م ۵۱۴ھ)

ان سے فن اسماءالرجال میں مہارت حاصل کی۔[12]

● ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ التمیمی (م ۵۰۵ھ)

ان سے علوم حدیث بطریق سماع وقراءت حاصل کئے۔[13]

● ابن العربی، بو بکر محمد بن عبداللہ (۵۴۳ھ)

اندلس کے سفر کے دوران اور سبتہ میں ان سے استفادہ کیا۔[14]

● المازری، ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر (م ۵۳۶ھ) صاحب المعلم بفوائد مسلم۔[15]

● الجیانی، ابو علی الحسین بن محمد (م ۴۹۸ھ)

لغت وادب اور انساب ورجال کے بلند پایہ عالم تھے۔[16]

تلامذہ

قاضی عیاضؒ کی زندگی علوم دینیہ کے حصول اور اس کی نشرواشاعت سے عبارت رہی۔ عہدہ قضا پر تعیناتی کے دوران بھی پیشہ پیغمبری سے وابستہ رہے۔ ہلِ علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

● ابن الفخار، ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن خلف الأنصاری المالقی (م ۵۹۰ھ)

ممتاز شاگرد جو جملہ علوم دینیہ پر عبور رکھتے تھے۔[17]

● محمد بن خیر بن عمر الأموی الاشبیلی (م ۵۷۵ھ)

آثار وروایات کے ضبط وحفظ میں معروف تھے۔[18]

● ابوعبداللہ محمد بن عیاض بن موسیٰ (م ۵۵۵ھ) صاحبزادے

متنوع علوم میں ماہر تھے، قاضی کے منصب پر فائز رہے۔[19]

● ابن زرقون، ابوعبداللہ محمد بن سعید الأنصاری الاشبیلی (م ۵۸۶ھ)

شلب اور سبتہ میں بحیثیت قاضی فرائض سرانجام دیئے۔[20]

● ابن أبی زمنین، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن المرّی (م ۵۴۴ھ)

قاضی عیاض کے قیامِ غرناطہ کے دوران ان سے استفادہ کیا۔ (21)

● ابن بشکوال، ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود (م ۵۷۸ھ)

علمِ روایت و درایت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ دور و نزدیک سے شائقینِ علم ان کے پاس اخذ و استفادہ کے لیے حاضر ہوتے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے، الصلة اور قضاة قرطبة وغیرہ بیش قیمت تالیفات میں سے ہیں۔ (22)

علمی مقام و مرتبہ

قاضی عیاضؒ کا شمار کبار علماء و محدثین میں ہوتا ہے۔ ائمہ عظام نے علم و فضل مین ان کی رفعت و منزلت کا اعتراف کیا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ علمائے مغرب نے ان کو مغرب کا لاثانی معلم قرار دیا ہے۔ معروف فقیہ ابو محمد بن أبی جعفرؒ (م ۵۲۶ھ) نے ان کے علمی مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

ما وصل الينا من المغرب أنبل من عياض۔ (23)

معروف مؤرخ ابن بشکوالؒ (م ۵۷۸ھ) حدیث میں ان کے شوق و ذوق اور رسوخ و پختگی کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

...جمع من الحديث كثيرا وله عناية كثيرة به واهتمام بجمعه و تقييده

وهو من اهل التفنن فی العلم والذكاء واليقظة والفهم۔ (24)

ابن الأبارؒ (م ۶۸۵ھ) ان کے علمی رسوخ کا اعتراف ان خوبصورت الفاظ میں کرتے ہیں:

...وبا لجملة فكان جمال العصر مفخرة الافق وينبوع المعرفة ومعدن الافادة۔ (25)

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم صدیق حسن خان قنوجیؒ (م ۱۳۰۷ھ) نے ان کو حفاظ الاسلام کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ (26)

تالیفات

قاضی عیاضؒ نے منفرد موضوعات پر مفید کتب تالیف کیں۔ انہیں خداداد بصیرت و معرفت اور فقاہت کی خوبیوں کے ساتھ فن بیان و کتابت پر بھی عبور حاصل تھا۔ اہلِ علم نے ان کی تالیفات کے محاسن و خوبیوں کا خوب اعتراف و اظہار کیا ہے۔

ابن خلکانؒ (م۶۸۱ھ) کہتے ہیں: فکل توالیفه بدیعة۔ (27)

ابن فرحونؒ (م۷۹۹ھ) کا قول ہے: وله التصانیف البدیعة۔ (28)

امام سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے فرمایا: وصنف التصانیف التی سارت بها الرکبان۔ (29)

چند وقیع کتب درج ذیل ہیں:

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ

یہ نبی کریم ﷺ کے خصائص اور حقوق پر ایک منفرد تالیف ہے جسے امصارِ عالم میں خوب پذیرائی ملی۔ اس یگانہ عصر کتاب کی بہت سی شروحات اور اختصارات لکھے گئے ہیں، کئی زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

مشارق الانوار علی صحاح الآثار

اس کتاب میں تین عظیم مجموعہ ہائے احادیث یعنی موطأ امام مالک اور صحیحین کی مرویات میں اخذ وادائے الفاظ کے اشکالات کی توضیحات پیش کی گئی ہیں۔ ابن فرحونؒ کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کی تعریف میں سونے کے الفاظ تحریر کیے جائیں یا اس کا وزن جواہرات سے کیا جائے تو بھی اس کے حق میں ناکافی ہے۔ (30)

التنبیهات المستنبطة علی الکتب المدونة والمختلطة

قاضی عیاضؒ نے اس کتاب میں ضبط وشرح کلمات اور آراء ومسائل پر بحث ومناقشہ کے ساتھ رواۃ ورجال کے حوالے سے ابہام والتباس کو بھی رفع کیا ہے۔ المدونة کی تعلیم وتدریس مختلف علاقوں کے اہل علم کے ذوق ورجحان کے مطابق ہوئی۔ قاضی عیاضؒ نے اس تالیف میں ان تمام طرق کو یکجا کر دیا ہے۔ (31)

الغنیة

اس کتاب میں قاضی عیاضؒ نے اپنے ان اساتذہ کا تعارف پیش کیا ہے جن سے انہوں نے سندِ متصل کے ساتھ استفادہ کیا اور نقل وروایت کی اجازت بھی حاصل کی۔

اکمال المعلم بفوائد مسلم

اکمال المعلم امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح پر امام مازریؒ کی شرح المعلم بفوائد مسلم کا تسلسل اور تکملہ ہے۔ اسے امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح کی پہلی مکمل اور مبسوط شرح ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس سے قبل امام مازریؒ

نے الجامع الصحیح کے منتخب ابواب کی منتخب احادیث کی شرح اپنے دروس میں بیان کی ،اسے ان کے تلامذہ ضبطِ تحریر میں لائے اور استاد کی تہذیب و توثیق کے بعد المعلم بفوائد مسلم کے نام سے یہ کتاب علمی حلقوں میں متعارف ہوئی۔([32])

امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح پر ایک مفصل شرح کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، کیونکہ مشرق ومغرب میں امام مازریؒ کی المعلم سے قبل اور بعد میں بھی کوئی مکمل شرح نہیں ملتی۔ شائقین علم نے قاضی عیاضؒ سے ایسی شرح لکھنے کی خواہش کی جو اس کے جملہ معارف واسرار تفصیل سے بیان کرنے والی ہو۔([33])، چنانچہ قاضی عیاضؒ نے الجامع الصحیح کے تمام ابواب واحادیث کی شرح باقاعدہ ایک تحریر کی صورت میں لکھی اور سند و متن سے متعلق معارف و لطائف کو ملیح وبلیغ انداز میں پیش کرکے اہلِ علم کی تشفی وسیرابی کا سامان مہیا کیا۔

اکمال المعلم:اسلوب وخصائص

قاضی عیاضؒ نے اکمال المعلم کی تحریر کے وقت المعلم کا نسخہ پیشِ نظر رکھا ہے۔ جن مقامات پر امام مازریؒ کی توضیحات موجود ہیں انہیں قال الامام الفاظ سے نقل کیا ہے،ازاں بعد اپنے تشریحی نکات قال القاضی کے الفاظ سے بیان کیے ہیں۔

صاحبِ اکمال نے احادیث کی شرح میں صاحب المعلم کا اسلوب اختیار کیا ہے،امام مازریؒ کی طرح انہوں نے بھی سند و متن پر مفید ودقیق نکات سپرد قلم کیے ہیں۔ راویانِ حدیث کے نام ونسب اور احوال پر بحث وتمحیص کی اور مفردات کی لغوی توضیحات اور جملہ مسائل واحکام کے استخراج میں صحابہ وتابعین اور علمائے عظام کے اقوال بکثرت نقل کیے ہیں۔ مسلک مالکی سے وابستہ ہونے کے باوجود صرف مالکی فقہاء کی آراء ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام فقہی مسالک کی آراء مع دلائل پیش کی ہیں۔

قاضی عیاضؒ نے اکمال میں تکرار واعادہ سے حتی الامکان گریز کیا ہے۔ کسی حدیث کی شرح میں متعلقہ مسئلہ اگر بیان کرچکے ہوں توبتاتے ہیں کہ اس کی وضاحت پہلے کردی گئی ہے، مثلاً نماز قضا ہوجانے کے بارے میں کتاب الفتن کی حدیث ((صلاۃ من فاتته کانما وتراهله وماله)) کے تحت لکھتے ہیں: الحدیث تقدم شرحه۔ کیونکہ وہ اس کی

تشریح کتاب المساجد میں مذکور حدیث ((الذی تفوته صلاة العصر کا نما وتر اهله وما له)) کے تحت کر چکے ہیں۔ (34) اسی طرح حدیث ((عن عائشة قالت: کان رسول اللهﷺ اذ اغتسل من الجنابة یبدأ فیغسل...ثم یتوضأ وضوءه للصلاة...الخ)) میں حدیث کے جزو ((یتوضأ وضوءه للصلاة)) کے تحت نماز کے لیے وضو کا طریقہ دوبارہ بتانے کے بجائے لکھتے ہیں: وقد تقدم الکلام علیه۔ کیونکہ وہ وضو کی تفصیلات کتاب الطهارة میں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔(35)

یہ انداز بھی نمایاں نظر آتا ہے کہ قاضی عیاضؒ تفصیل طلب نکات کو موضوع کی مناسبت سے زیادہ موزوں مقام پر بیان کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ اثنائے کلام کہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر آئندہ فلاں جگہ روشنی ڈالی جائے گی، مثلاً حدیث: ((خمس تجب للمسلم علی أخیه: رد السلام وتشمیت العاطس...الخ)) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چھینکنے والے کو جواب دینا فرض کفایہ ہے یا فرض عین؟ اس پر (باب) تشمیت العاطس میں کلام کیا جائے گا۔(36) پھر متعلقہ مقام پر بیان کرتے ہیں کہ جب چھینکنے والا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب دینا مشروع ہے۔ اہلِ ظاہر کے نزدیک واجب، امام مالک اور ان کے متبعین علماء کے نزدیک فرض کفایہ ہے جب کہ بعض اہلِ علم نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔(37)

قرآن حکیم کی روشنی میں توضیحات

قاضی عیاضؒ نے احادیث کی تشریح میں آیاتِ قرآنیہ کو ترجیحاً پیشِ نظر رکھا ہے۔ وہ احادیث سے ماخوذ تعلیمات کو آیاتِ کریمہ کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ یہ اسلوب ان کے ہاں ایک اساسی قاعدہ و مستقل اصول کے طور پر مستعمل دکھائی دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کا یہ حکیمانہ ارتباط بجا طور پر اس حقیقت کا مظہر دکھائی دیتا ہے کہ دینِ اسلام کی درست تفہیم و تشریح کے لیے بیک وقت ان دونوں مصادرِ شریعت پر عالمانہ دسترس اور تفقہ و تدبر کی اہلیت ہونا ضروری ہے۔ توضیح الحدیث بالقرآن الکریم کے حوالے سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- ((ان ابغض الرجال الی الله الألد الخصم)) کی تشریح یوں کرتے ہیں:

الألد سخت جھگڑالو شخص کو کہتے ہیں،اسی مادہ سے لفظ لدیدی الوادی ماخوذ ہے،یعنی ایسی وادی جس کے دو اطراف ہوں۔ الألد بھی طرفین کا حامل یعنی دوُرخا ہوتا ہے جب اس پر دلیل و حجت کے ساتھ ایک جانب سے گرفت کی جاتی ہے تو وہ دوسری جانب سے معاملہ کو آپکڑتا ہے اور اثرانداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے فرد کی حرکات کو جب وہ بہت زیادہ بڑھتا چڑھتا ہے لدیدۃ کہا جاتا ہے یعنی وہ جانبین پر حاوی ہونے کی سعی کرتا ہے اور جھگڑے میں ہر پہلو سے معاملہ اپنی طرف ہی رکھنے کی تگ ودو کرتا ہے۔ الخصم جھگڑے میں ماہر شخص کو کہا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس صفت پر فخر کیا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس طرزِ عمل کی مذمت فرمائی ہے کیونکہ کفار یہ جھگڑا حق کے مقابلے (خلاف) میں کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجَٰدَلُواْ بِٱلۡبَٰطِلِ لِيُدۡحِضُواْ بِهِ ٱلۡحَقَّ﴾(38)البتہ وہ جھگڑا جو ثبوتِ حق کے لیے کیا جائے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو تو غیر مذموم ہے،جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تُجَٰدِلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ﴾(39، 40)

- ((عن انس بن مالك نهينا أن نسأل رسول اللهﷺ عن شئ فكان يعجبنا أن يجئ الرجل من أهل الباديةالعاقل فيسأله ونحن نسمع فجاء رجل من أهل البادية فقال يامحمد أتانا رسولك...الخ)) کی شرح میں لکھتے ہیں:

بدوی نے (یا محمد) کہہ کر مخاطب کیا۔امکان ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے قبل کا ہو جب لوگوں کو نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب کرنے سے منع کر دیا گیا۔ارشادِ ربانی ہے: ﴿لَّا تَجۡعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُم بَعۡضٗاۚ﴾(41)اس آیت کی تفسیر میں دو نکات ملتے ہیں،اول: قتادہؒ فرماتے ہیں کہ آیت ہذا میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے اور ان کو پکارنے کے لیے قابلِ احترام اسماء کے استعمال کی تعلیم دی گئی ہے جن سے پکارنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے جیسا کہ یارسول اللہ، یانبی اللہ۔ آیت ﴿وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ﴾(42) میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔دوم: ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ تم یہ اعتقاد نہ رکھو کہ نبی کریم ﷺ کی دعا عام آدمی کی مانند ہے۔ نبی کریم ﷺ کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔پس تم اس سے ڈرو کہ وہ تمہارے

لیے ایسی دعا نہ مانگ لیں جس سے تم ہلاک ہو جاؤ... یہ بھی احتمال ہے کہ جب اس نے پہلی مرتبہ یامحمد کہا تو اس وقت وہ دینِ حق کے بارے میں استفسار کرنے آیا تھا اور تکریم نبی ﷺ کے واجب ہونے کے بابت نہیں جانتا تھا۔(43)

احادیث میں جمع و تطبیق

وہ روایات جن کا مفہوم بظاہر متضاد امور پر دلالت کرتا ہو یعنی ایک حدیث میں مذکور حکم کسی دوسری حدیث میں بیان کردہ کے برعکس دکھائی دیتا ہو، اس صورت میں پیدا ہونے والے اشکالات کو قاضی عیاضؒ نے بخوبی رفع کیا ہے۔ اس حوالے سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- ((عن انس بن مالك قال: نهينا أن نسأل رسول اللهﷺ عن شیء...الخ)) کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ اور اس سے قبل بیان کی گئی حدیث جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((سلونی))(44)، دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ سوال ان امور کی بابت کرنے سے منع فرمایا گیا کہ اگر انہیں ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں ناگواری ہو۔ ان کے علاوہ دیگر امور کے بارے میں استفسار کی ممانعت نہیں ہے۔ لہذا جب انہیں (صحابہ کرامؓ) سوال کرنے کی اجازت دے دی گئی تو سوال کرنے پر وہ منھی عنہ کے مرتکب نہیں ہوئے۔(45)
- ((عن فاطمة بنت قيس أن ابا عمرو ابن حفص طلقها البتة و هو غائب فأرسل اليها--- اعتدى عند ابن ام مكتوم فانه رجل اعمى...الخ)) کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو طلاق کے بعد حضرت ابن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کی اجازت دی کیونکہ وہ نابینا تھے لیکن ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجات حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ کو حضرت ابن ام مکتومؓ کے تشریف لانے پر چلے جانے کا حکم دیا کہ اگر وہ نہیں دیکھ سکتے تو تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو۔

  قاضی عیاضؒ صراحت کرتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس طرح مردوں کے لیے خواتین کے حق میں غضِ بصر لازم ہے اسی طرح خواتین پر بھی مردوں کے حق میں نگاہیں نیچی رکھنا فرض ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں(46) دونوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ان دونوں احادیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ غضِ بصر صنفین پر واجب ہے لیکن یہ دوسری مرتبہ دیکھنے پر ہے، اچانک نظر پڑنے کا جواز ہے،اس کے سوا کی ممانعت ہے۔ حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کا جہاں تک تعلق ہے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو عدت پوری کرنے کے لیے حضرت ابن ام مکتومؓ، جو کہ ان کے چچازاد بھائی تھے، کے ہاں قیام کی اجازت دی تھی۔ یہ حکم فاطمہ بنت قیسؓ کے لیے خاص تھا دیگر خواتین کے لیے نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو ان کے نابینا ہونے کے سبب نظروں سے بچنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی،اس طرح وہ مطمئن رہیں گی،اگر کسی بینا کے گھر سکونت اختیار کرتیں تو انہیں نگاہوں سے بچنے کے لیے مشقت اٹھانا پڑتی جیسا کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے گھر اصحاب جمع ہوا کرتے تھے۔ جہاں تک حضرت ام سلمہؓ کے مولیٰ نبہان سے مروی حدیث ((عن ام سلمة قالت كنت عند رسول اللهﷺ وعنده ميمونة فاقبل ابن ام مكتوم و ذلک بعد ان امرنا بالحجاب فقال النبیﷺ احتجبامنه فقلنا: يا رسول الله: أليس اعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا فقال النبیﷺ: أفعميا وان انتما ألستما تبصرانه))(47) کا تعلق ہے تو یہ حدیث زوجاتِ رسول کریم ﷺ کی زیادہ تکریم کے سبب ان کے ساتھ خاص ہے، جیسے زوجاتِ نبی کریم ﷺ کے معاملے میں مردوں پر احکامِ حجاب کی شدت لازم ہے، اسی طرح ان پر بھی اپنی حرمت و عظمت کے زیادہ ہونے کی بناء پر احکامِ حجاب میں سختی روا رکھی گئی ہے۔ امام ابو داؤدؒ اور دیگر علماء نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔(48)

سندِ حدیث کی تصریحات

اکمال المعلم میں حدیث کے رواۃ و رجال کے بارے میں مفید معلومات مہیا کی گئی ہیں، کسی راوی کے نام میں ابہام ہو یا الجامع الصحیح کے مختلف نسخوں میں فرق پایا گیا ہو، قاضی عیاضؒ نے ان اشکالات کی وضاحت کی ہے، مثلاً:

- ((...عن ابی مسعود الانصاری قال : قال رسول اللهﷺمن قرأ هاتين الآيتين ...الخ)) کی شرح میں قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے کہ امام مسلمؒ نے اس حدیث کی دیگر اسانید بھی ذکر کی ہیں، یہ

الاعمش عن ابراھیم عن علقمة و عبد الرحمٰن بن یزید عن ابی مسعود الانصاری طریق سے بھی بیان ہوئی ہے، لیکن ابو العلاء کے نسخہ میں الاعمش اور علقمة کے درمیان راوی ابراہیم ساقط ہو گئے ہیں۔ درست یہ ہے کہ ابراہیم راوی سند میں موجود ہیں اوران سے ہی سند متصل ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ نے ابراہیم کے ساتھ یہ سندِ حدیث بیان کی ہے۔(49)

- ((...حدثناابوسلمةابن عبد الرحمٰن:حدثنی سالم مولی المھری قال: خرجت اناو عبد الرحمٰن بن ابی بکر فی جنازة سعد بن ابی وقاص ...الخ)) کی سند میں قاضی عیاضؒ نے راوی سالم کے بارے میں امام بخاریؒ کی التاریخ الکبیر کی روشنی میں صراحت کی ہے کہ یہاں المھری غلطی سے لکھا گیا ہے،دراصل یہ سالم مولی شداد ابن الھاد ہیں۔ اس سے پہلے دو اور بعد کی ایک حدیث میں ان کا نام سالم مولی شدادابن الھاد ہی ذکر ہوا ہے۔(50)
- ((... عن عمیر مولی ابن عباس انه سمعه یقول : اقبلت انا و عبد الرحمن بن یسار مولی میمونة زوج النبیﷺ...الخ)) یہاں امام مازریؒ نے عبد الرحمٰن بن یسار کی تصحیف کی ہے کہ یہ عبداللہ بن یسار ہیں۔امام بخاریؒ نے یہ ہی حدیث یحی بن بکیر عن لیث کے طریق سے روایت کی ہے جس میں انہوں نے عبداللہ بن یسارمولی میمونة نام ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں السمرقندی عن الفارسی عن الجلودی کے طریق کی روایات میں عبد اللہ بن یسار مذکور ہے۔ حفاظ حدیث امام نسائیؒ اور امام ابو داؤدؒ نے بھی عبد اللہ بن یسار بیان کیا ہے۔امام بخاریؒ نے التاریخ الکبیر میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن یسار حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کے مولیٰ تھے۔(51)

اصولِ حدیث کے مباحث

اکمال المعلم میں حدیث کے معانی ومفاہیم کی وضاحت کے ساتھ علمِ اصول کے مختلف مباحث کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے لطیف پیرائے میں اصولی مباحث پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً:

i۔ طلبِ سندِ عالی کے لیے رحلات

علمِ حدیث میں اسناد کی اہمیت مسلم ہے۔ معروف تابعی محمد بن سیرینؒ(م ۱۱۰ھ)فرماتے ہیں: ان هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم۔(52) جلیل القدر محدث عبداللہ بن مبارکؒ(م۱۸۱ھ) نے سندِ حدیث کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ہے: الاسناد من الدين ولولا الاسناد لقال من شآء ماشآء۔(53) علومِ حدیث میں رسوخ اور اسناد و رجال کی معرفت کے لیے علمی اسفار معروف ہیں۔ محدثین کرام سند میں کم سے کم واسطوں کی غرض سے بھی شیوخ عظام سے ملاقات کا قصد کیا کرتے تھے۔

قاضی عیاضؒ نے سندِ عالی(54) کے حصول کے لیے رحلات کے مستحسن ہونے پر اس حدیث مبارکہ سے دلیل پیش کی ہے: ((عن انس بن مالک ... فجاء رجل من أهل البادية فقال يامحمداتانارسولک فزعم لناانک تزعم ان الله ارسلک قال: صدق۔ قال فمن خلق السماء۔ قال: الله ... قال وزعم رسولک ان علينا خمس صلوات في يومنا و ليلتنا قال:صدق...الخ)) لکھتے ہیں: امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سند عالی کے حصول کے لیے سفر کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ بدوی نے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی بابت جو کچھ اس تک پہنچا پر قناعت نہیں کی بلکہ نبی کریم ﷺ سے بلاواسطہ سماعت کے لیے بذاتِ خود سفر کیا۔ اگر اس کا یہ عمل اور جستجو مستحب نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس پر نکیر فرماتے اور قاصد نے اس تک جو تعلیمات پہنچائیں ان ہی پر اکتفاء کرنے کی تلقین کرتے۔(55)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر اس غرض سے قیام کرنا تاکہ نبی کریم ﷺ کے قیام اللیل کے بارے میں جان سکیں اور خود شریک ہو کر سیکھیں، اس روایت سے بھی قاضی عیاضؒ نے طلب علو اسناد کے جواز و استحباب پر استدلال کیا ہے۔(56)

ii۔ خبرِ واحد کی حجیت

قاضی عیاضؒ نے احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے خبرِ واحد کا ایک معتمد و موثق ماخذ شریعت ہونا ثابت کیا ہے۔ حدیث ((عن أبى هريرة أن رسول اللهﷺ حين قفل من غزوة خيبر... وقال لبلال أكلأ لنا الليل...الخ)) کی شرح میں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کا ایک فرد کو پہرے دار مقرر کرنا دلیل ہے کہ خبرِ واحد کو قبول اور اس پر عمل کرنا درست ہے۔ لکھتے ہیں: قيل وفيه دليل على صحة قبول خبر الواحد والعمل به۔(57)

مقدمہ صحیح مسلم کے الفاظ خبر الواحد الثقة عن الواحد حجة يلزم به العمل کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ یہی مذہب جمہور مسلمانوں، ائمہ اسلاف، فقہاء، محدثین اور اصولیین کا ہے۔ نیز وہ خبرِ واحد پر روافض و قدریہ و معتزلہ کے مؤقف کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے تمام اقوال باطل اور جمہور کے موقف کے بر عکس ہیں۔ جب خبر صادق ناقل سے پہنچے تو وہ حجت ہے اور اس پر عمل لازم ہے۔(58)

اسی طرح روایت ((أن عمر بن عبد العزيز اخر الصلاة يوماً فدخل عليه عروة بن الزبير فأخبره أن المغيرة بن شعبة اخرالصلاة يوما۔ وهو بالكوفة۔ فدخل عليه ابو مسعود الانصارى، فقال: ماهذا يا مغيرة؟ أليس قد علمت أن جبريل نزل فصلى ...الخ)) کی تشریح میں کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا اور اس میں بیان کردہ تعلیم کے مطابق عمل کرنا اسلاف کا معمول رہا ہے۔(59)

شعر عرب سے استشہاد

مطالبِ احادیث کی گہرائی و وسعت اور لطافت سمجھنے کے لئے اہل عرب کے ہاں الفاظ کے مختلف معنوں میں استعمال سے واقف ہونا ضروری ہے۔ قاضی عیاضؒ نے مفردات کی وضاحت کے لئے اشعارِ عرب سے استشہاد کیا ہے، اس سے معانی و مفہوم منقح ہو کر قاری کے سامنے آجاتا ہے۔ مثلاً:

- ((...عن الاسود و علقمة قالا : اتينا عبدالله بن مسعود فی داره... و اذا ركع احدكم فليفرش ذراعيه على فخذيه وَلْيَحْنِ...الخ)) کی شرح میں فرماتے ہیں کہ رکوع کی صفت و کیفیت بیان کرنے کے لئے ((وَلْيَحْنِ)) کہا گیا، ہمارے اکثر شیوخ کی روایت میں یہ ہی مذکور ہے البتہ طبریؒ کے ہاں ((وليجنأ)) منقول ہے، دونوں کا معانی ایک ہی ہے: نرمی و عاجزی سے مڑا ہوا اور جھکا ہوا ہونا۔ عذریؒ کی روایت میں ن پر پیش ہے، اس کا معنی بھی
کسی چیز کو موڑ کر نرمی سے جھکانا ہے۔ عربی لغت میں رکوع میں اصلاً عاجزی، انکساری اور نیچے پست ہو کر جھک جانا کا مفہوم پایا جاتا ہے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

ولا تعادى الفقير علك أن تر　　　كع يوما و الدهر قد رفعه

(سائل و محتاج کو حقیر جان کر خالی مت لوٹادو اگر آج وہ درماندہ و عاجز جھکا ہوا ہے تو کیا معلوم کل زمانہ اسے بلند مرتبہ کر دے۔)

یہ ہی صفت ایک جھکے ہوئے انسان کی ہوتی ہے جو لاچاری و بے بسی سے اپنے ہاتھوں خود کو پیش کر دیتا ہے۔(بندے کے لئے رب تعالی کے سپرد ہونے کی) یہ ہی ممکنہ صورت ہو سکتی ہے، رکوع میں عاجزی و لاچاری کے ساتھ (رب کے حضور) سر تسلیم خم کر دینا ہی مطلوب کیفیت ہے۔(60)

- ((عن عائشة كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى العصر والشمس طالعة فى حجرتي... لم يظهر الفئ بعد)) میں عصر کی نماز کے وقت کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے۔ لفظ یظهر کی وضاحت میں قاضی عیاضؒ کہتے ہیں: یعنی سایہ سطح سے بلند ہو کر چڑھا نہیں، ظہر بمعنی اوپر چڑھائی اس آیت میں بھی ذکر ہوئے ہیں: ﴿...و معارج عليها يظهرون﴾ (61) "اور زینے جن پر یہ چڑھتے ہیں۔" حدیث ((لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق...الخ))(62) میں ظاهرين سے مراد عالین یعنی غالب اور بلند و برتر رہنے والے ہیں۔

جعدی کہتا ہے:

بلغنا السماء مجدنا و جد ودنا   وانا لنبغى فوق ذلک مظهرا [اى علوا]

(ہم نے شرف و عزت کے حصول و قرب میں آسمان کی بلندی کو چھو لیا، چاہیئے تو یہ کہ ہم رفعت و عظمت میں اس سے بھی بلند و بالا ہو جائیں۔)

تظهر ، تزول عنها یعنی ہٹنے اور جدا ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

و تلک شكاة ظاهر عنک عارها

اس بیماری کی تکلیف واذیت تم سے دور ہو گئی۔(63)

کلامی مسائل

عقائد دینیہ کے حوالے سے علمی حلقات میں مختلف موضوعات زیرِ بحث رہے ہیں اور ان میں افراط و تفریط کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ میں متعدد گروہ ظہور پذیر ہوئے۔(64) قاضی عیاضؒ نے علمِ کلام کے موضوعات و مباحث پر مدلل انداز

میں روشنی ڈالتے ہوئے ان اقوال کا رد کیا ہے جو مختلف فرقوں نے قرآن وسنت سے عدول اور نقصِ فہم کے سبب اختیار کیے۔ مثلاً:

رؤیتِ باری تعالیٰ پر ائمہ اسلافؒ کی آراء بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سفر معراج میں نبی کریم ﷺ کے دیدارِ الٰہی کے بارے میں بعض اہلِ علم انکارِ رؤیت جب کہ دیگر وقوعِ رؤیت کے قائل ہیں۔ امام ابوالحسن اشعریؒ قائلین میں سے ہیں، ہمارے کچھ اصحاب نے حتمی رائے کے اظہار میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا سوال ﴿قَالَ رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرۡ إِلَيۡكَۚ قَالَ لَن تَرَىٰنِي...الخ﴾(65) اس پر دلیل ہے وہ لا علم نہیں تھے کہ ان کے رب کے حق میں ان کے لئے کیا جائز اور کیا ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ کے جواب ﴿لَن تَرَىٰنِي﴾ میں رؤیت کے لئے استطاعت کی نفی ہے اور (باذن الٰہی) دیدار کا امکان واحتمال بھی ہے۔ حدیثِ مبارکہ کے الفاظ ((نوراني أراه)) کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی ذات کو کسی ایسے وصف سے متصف کرنا جس سے تجسیم کا پہلو نکلتا ہو درست نہیں ہے۔ ذات باری تعالیٰ کا نور ہونا محال ہے کیونکہ نور خود جملہ اجسام میں سے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت، ہیئت، مکان و کیفیت اور تشبیہ سے منزہ ہے۔(66) اس حدیث اور آیتِ کریمہ ﴿اللہ نور السموت والارض﴾(67) میں نور کی طرف نسبت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا رب و خالق ہے، اور یہ توجیہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا ہادی ہے، مومنین کے دلوں کو منور کرتا ہے، بہجت و جمال والا ہے۔ ان میں سے اول معنی راجح ہے یعنی وہ زمین و آسمان کا مالک و رب ہے، اس میں ہر نقص اور حادث ہونے کے امکان کی نفی بھی ہے۔(68)

قاضی عیاضؒ نے آخرت میں رؤیت کے عدم قائلین یعنی معتزلہ کے موقف کو کتاب وسنت کے خلاف قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آیا روزِ قیامت ہم اپنے رب کا دیدار کر سکیں گے؟ تو نبی کریم ﷺ نے دنیا میں سورج اور چاند کو دیکھنے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح انہیں دیکھنے میں رکاوٹ اور شک نہیں ہوتا بالکل اسی طرح سہولت وآسانی سے مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں گے۔ معتزلہ کے نزدیک رؤیت اس لیے عقلاً ناممکن ہے کہ ایک مرئی چیز ہی دوسرے مرئی وجود کو دیکھ سکتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے مرئی ہونے کا تصور لازم آتا ہے۔ لہذا وہ رؤیت کی توجیہہ علم سے کرتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ اس حدیث سے اثبات رؤیت کا جواز یوں پیش کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے مرئی وجود کا مرئی وجود کو دیکھنے کی وضاحت نہیں فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی حجاب و

رکاوٹ کے دیکھنے کی کیفیت بتانا مقصود ہے۔ اگر علم مراد لیا جائے تو روزِ قیامت کافر اور مومن دونوں معرفت الٰہی اور علم میں برابر کے شریک ہوں گے جبکہ رؤیتِ باری تعالیٰ کا شرف خاص طور پر صرف مومنین کے لئے ہے۔(69)

فقہی مباحث

قاضی عیاضؒ کا شمار اپنے عہد کے ممتاز فقہاء میں ہوتا ہے۔ وہ علومِ شرعیہ میں رسوخ، خداداد ذہانت، معاملہ فہمی و دقتِ نظری اور اجتہادی اوصاف کا حاصل ہونے کے سبب عوام و خواص کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ فقہی اصول و مسائل میں ان کی قدر و منزلت پر اکمال المعلم کی شہادت اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے۔ انہوں نے احادیث کی وضاحت میں متعدد فقہی احکام و مسائل بیان کئے ہیں، مثلاً:

i۔ نیت کی اہمیت

((عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول اللهﷺ :انما الاعمال بالنية ... الخ)) کی شرح میں قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ یہ فرمانِ رسولﷺ دلیل ہے کہ عمل کی صحت و ادائیگی کا انحصار نیت پر ہے۔ اس سے ان حضرات کی تردید ہوتی ہے جو طہارت اور قربِ باری تعالیٰ کے لیے دیگر امور کو بغیر نیت کے بجالانے کے جواز کے قائل ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ جو فرد تعلیم و تعلم کی غرض سے وضو کرے لیکن اس کی نیت رفع حدث اور حصولِ تقرب کی نہ ہو تو یہ وضو اسے کفایت نہیں کرے گا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم، طلاق اور عتاق کے مسائل میں بدونِ الفاظ صرف نیت کا اعتبار بھی کیا جائے گا۔ یہ معاملہ علماء کے مابین مختلف فیہ رہا ہے۔ ہمارے مالکی فقہاء کے نزدیک طلاق و عتاق کے صریح و کنایہ الفاظ جن میں نیت بھی کی گئی ہو وہ اس کے وقوع کو لازم کرتے ہیں البتہ بعض مالکی فقہاء میں اس بات پر اختلاف ہے کہ اس صورت میں کیا حکم ہو گا جب آدمی طلاق یا عتاق کے الفاظ بولے لیکن ان کی نیت نہ کرے۔ نیز اس صورت میں کیا حکم ہو گا جب آدمی طلاق یا عتاق کی نیت کرے لیکن ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو صراحتاً و کنایتاً اس پر دلالت نہیں کرتے۔ فقہائے مالکیہ کے علاوہ دیگر اہلِ علم کے نزدیک طلاق کے صریح الفاظ یا اشارے کنایے پر اس کا فیصلہ ہو گا کہ نیت بندے اور اس کے رب کے درمیان کا معاملہ ہے۔ حکم میں ظاہر کے اعتبار سے اس مسئلہ کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ وہ معاملات جو آدمیوں کے حقوق سے متعلق ہیں ان کے حکم میں الفاظ کے ظاہر اور فرد کے اعتراف و کلام کا اعتبار

کیا جائے گا۔ جو حضرات نیت کا اعتبار کرتے ہوئے ظاہر کے خلاف حکم لگاتے ہیں وہ (مالکی فقہاء) ان کی تائید نہیں کرتے۔([70])

ii۔ سدِّ ذرائع

فقہ اسلامی میں استنباطِ احکام کے لیے سدِ ذرائع بحیثیت اصول مستعمل ہے۔ بالخصوص فقہائے مالکیہ کے نزدیک یہ اخذ احکام کی ایک معتبر دلیل ہے۔ اس اصول کے تحت وہ امور جو کسی مفسد امر کی طرف جانے کا ذریعہ یا وسیلہ بن سکتے ہوں کی ممانعت سے اس ذریعہ کو ختم کیا جاتا ہے۔([71]) قاضی عیاضؒ نے احادیث مبارکہ سے سدِ ذرائع کے اصول پر استدلال کیا ہے۔ مثلاً: ((عن عبد الله بن عمرو بن العاص أن رسول اللهﷺ قال: من الكبائر شتم الرجل والديه،قالوا:يا رسول الله ﷺ! وهل يشتم الرجل والديه؟ قال: نعم،يسب أبا الرجل،فيسب أباه،ويسب امه،فيسب أمه)) کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے کسی کے والدین کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے وہ تمہارے والدین کو گالی دے گا۔ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ لہذا کسی ایسے عمل کی بھی ممانعت فرمادی گئی جو گناہ کبیرہ کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: وفيه حجة لقطع الذرائع ومنعها و مثله قوله تعالى: ﴿وَلَا تَسُبُّواْ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَسُبُّواْ ٱللَّهَ عَدۡوَۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٖۗ﴾([72]) یعنی اس حدیث میں قطع ذرائع کے ایک تشریعی اصول ہونے کی دلیل موجود ہے، اس کی بنیاد پر کسی فعل سے روکا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ بھی ہے: "اور جن لوگوں کو یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں ان کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں اللہ تعالیٰ کو بے ادبی سے بے سمجھے برا نہ کہہ بیٹھیں۔"([73])

اسی طرح صاحبِ اکمال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات وسفر والے واقعہ کی روایت سے نکتہ اخذ کیا ہے کہ یہ واقعہ شر کے اسباب وذرائع ختم کرنے کی دلیل فراہم کرتا ہے لکھتے ہیں: وفي قتل الغلام دليل على مراعاة الذرائع وقطع أسباب الشر۔([74])

iii۔ نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد

انسان کو نِت نئے حالات و واقعات کا پیش آنا قانون فطرت ہے۔ انسانی معاشرے مسلسل تغیر کے عمل سے گزرتے رہتے ہیں۔ سو جب کوئی ایسی صورت پیش آجائے جس کے بارے میں قرآن و حدیث خاموش ہوں یا قرآن وسنت

سے کوئی معین حکم نہ ملتا ہو تو دلائل شریعت کی روشنی میں عقل و بصیرت استعمال کرتے ہوئے دین کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اصطلاحاً اسی کوشش کا نام اجتہاد ہے۔ قاضی عیاضؒ نے اجتہاد پر مفید نکات ذکر کیے ہیں۔ جن میں سے چند ذیل کی سطور میں بیان کیے جا رہے ہیں:

- **اجتہاد کی تعریف اور جواز:** اجتہاد کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پیش آمدہ مسائل میں حق اور درست فیصلے کی طلب میں انتہائی کوشش کرنا اجتہاد ہے۔[75] مانعین زکوٰۃ سے قتال کے معاملے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی گفتگو اور ازاں بعد حضرت عمرؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی رائے سے اتفاق کرنے سے نئے پیش آمدہ مسائل میں ائمہ کرام کے اجتہاد کا جواز سامنے آتا ہے۔[76]
- **غیر مجتہد کا اجتہاد:** اہل علم کا اتفاق ہے کہ حدیث: ((اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر))[77] کی رو سے اجتہاد کی صلاحیت و اوصاف سے عاری شخص اگر اجتہاد کرے گا تو ہر صورت میں گناہ گار ہو گا کیونکہ اس نے ایسے معاملے کا بوجھ خود پر لاد لیا جو اس کے لیے جائز نہیں۔ ایسے آدمی کا درست فیصلے تک پہنچنا محض اتفاق ہو سکتا ہے لہذا عمداً غلطی کرنے والا شمار ہو گا۔ اس کی تائید یہ حدیث مبارکہ کرتی ہے: "قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں دو جہنم اور ایک جنت کا مستحق ہو گا۔ تو وہ قاضی جس نے حق کے خلاف فیصلہ کیا جبکہ وہ حق کو جانتا تھا تو وہ جہنم میں ہو گا اور وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا جبکہ وہ حق کو جانتا ہی نہ تھا تو اس نے لوگوں کے حقوق کو ضائع کر دیا یہ بھی جہنم میں ہو گا۔ اور وہ قاضی جس نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا تو وہ جنت میں ہو گا"۔[78] حدیث میں خطا پر اجر ملنے سے مراد یہ نہیں کہ مجتہد نے عمل اجتہاد میں غلطی کی ہو بلکہ درست فیصلے اور صحیح حکم شرعی تک نہ پہنچ پانا ہے۔ قوتِ اجتہاد کے حامل ایسے مجتہد کو اجتہاد کرنے پر ایک اجر ملے گا کیونکہ اس نے اپنی خداداد فہم و فراست کے مطابق تلاشِ حکم کے لیے امکان حد تک کوشش کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔ اس کے لیے ایک اجر البتہ وہ مجتہد جو درست حکم تک پہنچ جائے اس کے لیے دو اجر ہیں۔[79]
- **فروعی مسائل میں اختلاف کا جواز:** کیا ہر مجتہد کا فیصلہ مصیب (درست) ہو گا؟ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ کچھ اہلِ علم نے حدیث ((اذا حکم الحاکم۔۔۔ الخ)) سے استدلال کیا ہے کہ ہر

مجتہد مصیب ہوتا ہے۔ دو مجتہد غیر منصوص مسائل میں حکم شرعی دریافت کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنے کے بعد جس فیصلے تک پہنچیں دونوں حق پر ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے درست فیصلے تک نہ پہنچنے والے کو بھی اجر کی نوید دی ہے۔ ان اہلِ علم کے نزدیک خطاکار مجتہد وہ ہے جو ایسے مسائل میں اجتہاد کرے جن کے بارے میں قطعی دلائل موجود ہوں یا اس کا اجتہاد اجماع کے برعکس ہو یا وہ فہم نص میں غلطی کرے یا جن امور میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے حکم اور راہ نمائی فرما دی ہو ان کو محل اجتہاد بنائے۔ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ ایک ہی مجتہد مصیب ہوتا ہے اور حق ایک ہی کی رائے میں ہے، کیونکہ اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو نبی کریم ﷺ دوسرے مجتہد کے مخطی ہونے کی خبر نہ دیتے۔

اس کی وضاحت میں قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ وہ مجتہد جس نے ایسے امر میں اجتہاد کیا جس کے بارے میں نص موجود ہے نہ اجماع تو اسے کیونکر خطا کا مرتکب کہا جا سکتا ہے جبکہ اس کے سامنے حق واضح اور ثابت نہیں ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے نئے پیش آمدہ فروعی مسائل کا شرعی حکم واضح نہیں کیا اور نہ ہی اس کے پاس کوئی اور نص موجود ہے جس سے اس کا حکم معلوم ہو جائے تو ایسے امور میں مجتہدین کا باہم اختلاف مشیت باری تعالیٰ اور علم الٰہی کے عین مطابق ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے علم و مشیت کے مطابق ہے کہ امام شافعیؒ ایک پیش آمدہ مسئلہ میں جواز کا حکم بیان کریں اور امام مالکؒ اس کے مثل کسی دوسرے مسئلہ میں مخالف حکم بیان کریں۔ کسی قضیہ میں امام ابو حنیفہؒ تعزیر اور امام مالکؒ رجم کا حکم بتائیں۔ ہر نیا پیش آنے والا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے جس سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ مخفی نہیں۔ پس جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا ہے تو ہر مجتہد اپنے اجتہاد سے اس کے بارے میں حکم بتاتا ہے اور یہ حکم وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اسے سکھایا۔ فقہی اختلاف کا تعلق نصوص و اجماع سے نہیں بلکہ صرف نئے پیش آمدہ مسائل سے ہوتا ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی مراد اور درست حکم تک پہنچنے کی کوشش ان کے وقوع کے بعد ہی کی جاتی ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ نئے پیش آمدہ مسائل میں مالکیہ، حنفیہ، شوافع سب نے جو حکم لگایا وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ان میں مجتہدین نے جو فتاویٰ و احکام جاری کیے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اس کی مراد ازلی ہیں۔ جب مسئلہ نازلہ (نئے پیش آمدہ مسائل) کے بارے میں نہ نص وارد ہوئی، نہ سنتِ رسول ﷺ سے ثبوت موجود ہو، نہ ہی امت کا اجماع ہوا ہو، اور نہ ہی اس مسئلہ پر پہلے اجتہاد کیا گیا ہو، نیز اس

بارے میں اللہ تعالی کی مراد و حکم جاننے کا کوئی دوسرا قطعی راستہ بھی نہ ہو جس میں مجتہد خود کو مقید و محدود کرے تو ایسے میں مجتہدین کے اجتہاد میں اختلاف ہونے پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ فقہا کی اکثریت کا قول یہی ہے کہ اجتہاد میں طرفین حق پر ہوتے ہیں۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے مروی ہے۔ یہ معاملہ ان احکامِ شرعیہ کے ساتھ خاص ہے جو دین کے اصولی احکام (توحید وغیرہ) میں سے نہ ہوں اور نہ ہی قطعی دلائل سے ان احکام کا ثبوت حاصل ہوتا ہو۔(80)

خلاصۂ تحقیق

اکمال المعلم امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح پر علمائے مغرب میں ممتاز محدث وفقیہ قاضی عیاضؒ کی ایک بے مثل اور گراں بہا شرح ہے۔ انہوں نے اپنے استاد امام مازریؒ کی تالیف المعلم بفوائد مسلم کو بنیاد بنایا اور اسی تسلسل میں افادات و توضیحات کا اضافہ کیا۔ یہ الجامع الصحیح کی شروح میں پہلی مکمل و مفصل شرح ہے جو مطبوع صورت میں ہم تک پہنچی ہے۔ متنوع علوم وفنون کی جامع اور کثیر فوائد و لطائف کی حامل ہے۔ قاضی عیاضؒ کی جملہ علومِ دینیہ پر گرفت اور فہم و فقاہت کی وسعت کی بناء پر سند و متن کی تشریح میں متعدد مباحث و مسائل کے اخذ و بیان کی خوبی نے اسے علمِ شرح حدیث کی اساسی کتب میں شامل کر دیا ہے، اصول و فروع کی مختلف جہات پر وسعت و گہرائی کے ساتھ کلام کی خصوصیت نے اسے ایک منفرد و ممتاز حیثیت عطا کی ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے بعد کے اہلِ علم نے قاضی عیاضؒ کے منہج و اسلوب کا تتبع اور ان کی تصریحات سے استفادہ کیا ہے۔ یہ ملتِ اسلامیہ کے علمی ورثہ میں فن تفسیر، حدیث، فقہ، لغت و کلام وغیرہ کا گراں قدر مجموعہ ہے جو بلاشبہ علوم شرعیہ کی تحصیل و تفہیم میں ممد و معاون ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ قاضی عیاض کے بعض تذکرہ نگاروں نے عمرون نام لکھا ہے ۔[محمد بن عیاض(م۵۵۵ ھ)، **التعریف بالقاضی عیاض**، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیة، المملکة المغربیة، الطبعة الثانیة، ۱۹۸۲ء، ۲؛ ابن الخطیب، محمد بن عبد الله بن سعید بن أحمد (م۷۷۶ھ)، **الاحاطة فی اخبار غرناطة**، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ۴/ ۱۸۸].اور بعض نے عمرو لکھا ہے۔ [ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر (م۶۸۱ھ)، **وفیات الأعیان و أنباء أبناءالزمان**، دار صادر، بیروت، س۔ن، ۳/ ۴۸۳؛ ابن الأبار، محمد

بن عبدا للہ بن ابی بکر القضاعی (م۶۸۵ھ)، **المعجم فی أصحاب القاضی الصدفی**، دارالکتاب المصری، القاهرة، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء، ۳۰۱]

1. *'Amrūn* is mentioned in some biographies [Muḥammad bin 'Iyād̤, *al-Ta'rīf bi al-Qāḍī 'Iyād̤*, Wizārat al-Aqwāf wa al-Shu'un al-Islāmiyyah , al-Mamlakah al-Maghribiyah, 1982 C.E. , p.2; Ibn al-Khaṭīb, Muḥammad bin 'Abd Allah, *al-Iḥāṭah fī Akhbār Gharnāṭah* , Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah , Beirut , 1422 A.H. , vol.4 ,p.188]; while in some other biographies *'Amar* is written [Ibn Khallikān , Aḥmad bin Muḥammad , *Wafayāt al-A'yān wa Anbā' Abnā' al-Zamān*, Dār Sādir , Beirut , n.d. , vol.3 , p.483 ; Ibn al- Abbār , Muḥammad bin 'Abd Allah, *al-Mu'jam fī Aṣḥāb al-Qāḍī al-Ṣadafī*, Dār al-Kitāb al-Miṣrī , al-Qāhirah ,1410 A.H.,p.301].

۔[2] عرب قبیلہ حمیر کی ایک شاخ یحصب سے تھے۔ [ابن فرحون، ابراہیم بن علی بن محمد (م۷۹۹ھ)، **الدیباج المذھب فی معرفة أعیان علماء المذھب** ، دار التراث للطبعة و النشر ،القاهرة، س-ن، ۲/ ۵۱؛ المقری، احمد بن محمد التلمسانی (م۱۰۴۱ھ) **أزهار الریاض فی أخبار عیاض**، صندوق أحیاء التراث الاسلامی المشترک بین المملکة المغربیة دولة الامارات العربیة المتحدة، الرباط، الطبعة، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ۱ /۲۷]

2. *Yaḥṣab* was a branch of an 'arab tribe called *Ḥamīr* [Ibn Farḥūn , Ibrāhīm bin 'Alī , *al-Dībāj al-Mudhhab fī Ma'rifat A'yān 'Ulamā' al-Madhhab*, Dār al-Turāth ,al-Qāhirah , n.d. , vol.2 , p.51 ; al-Maqqarī, Aḥmad bin Muḥammad , *Azhār al-Riyāḍ fī Akhbār 'Iyāḍ* , Ṣundūq Aḥyā' al-Turāth al-Islāmī, al-Ribāṭ, 1398 A.H. , vol.1, p.27] .

۔[3] سبتہ آبنائے جبل طارق (بحر زقاق) کے بالمقابل ساحلی شہر ہے۔ خلافت بنوامیہ میں ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں موسیٰ بن نصیر (۱۹ھ۔ ۹۷ھ) کی فتوحاتِ افریقہ و اندلس کے دوران یہ شہر بھی بلادِ اسلامیہ کا حصہ بنا۔ [یاقوت بن عبدا للہ الحموی (م٦٢٦ ھ)، **معجم البلدان**، دار صادر بیروت، الطبعة ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، ۳ / ۱۸۳-۱۸۲؛ ابن خلدون،عبدالرحمٰن (م۸۰۸ھ)، **دیوان المبتدأوالخبر فی تاریخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوی الشان الأکبر**، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، الطبعة، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ٦/ ۲۸۲؛ **أزهار الریاض**، ۱/ ۲۹]

3. Sabtah (Ceuta) is a coastal city located across the strait of Gibraltar. It became the part of Islamic territory during the reign of the Umayyad Caliph Walīd bin 'Abd al-Malik. [Yāqūt bin 'Abd Allah al-Ḥamawī , *Mu'jam al-Buldān*, Dār Sādir, Beirut, 1397 A.H. , vol.3, pp.182-183 ; Ibn Khaldūn , 'Abd al-Raḥmān , *Dīwān al-Mubtadā' wa al-Khabar fī Tārīkh al-'Arab wa al-Barbar Wa Man 'Āṣiruhum Min Dhawī al-Shā'n al-Akbar*, Dār al-Fikar Beirut, 1421 A.H., vol.6, p.282 ; *Azhār al-Riyāḍ*, vol.1, p.29].

4- اندلس کے صوبہ جیّان کا ایک شہر، **معجم البلدان** ، ۱/ ۴۲۲

4. A city of province Jayyān in An dalusia (*Mu'jam al-Buldān*, vol.1, p.422).

5- **التعریف**، ۲-۳؛ **أزهار الریاض**، ۱/ ۲۳، ۲۸

5. *Al- Ta'rīf*, pp.2-3; *Azhār al-Riyāḍ*, vol.1, p.23, 28.

6- **التعریف**، ۳-۵

6. *Al- Ta'rīf*, pp.3-5.

7- **التعریف**، ۶-۹؛ **أزهار الریاض**، ۳/ ۱۰-۸

7. *Al- Ta'rīf*, pp.6-9*; Azhār al-Riyāḍ*, vol.3, pp.8-10.

8- **التعریف**، ۱۰-۱۱؛ **أزهار الریاض**، ۳/ ۱۲-۱۰

8. *Al- Ta'rīf*, pp.10-11; *Azhār al-Riyāḍ*, vol.3, pp.10-12

9- **التعریف**، ۱۳؛ ابن بشکوال، خلف بن عبد الملک (م۵۷۸ھ)، **الصلة**، دارالکتاب المصری القاهرة، الطبعة الاولی، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء ، ۷/ ٦٦٠؛ **المعجم فی أصحاب القاضی الصدفی** ، ۳۰۲؛ محمد بن محمد بن عمر بن قاسم مخلوف (م۱۳٦٠ھ)، **شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة**، دار الکتب العلمیه، بیروت، الطبعة الاولی، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ۱/ ۲۰۵

9. *Al- Ta'rīf*, p.13 ; Ibn Bishkawāl, Khalaf bin 'Abd al-Malik, *al-Ṣilah*, Dār al-Kitāb al-Miṣrī , al-Qāhirah,1410 A.H.,vol.7, p.660 ; *al-Mu'jam fī Aṣḥāb al-Qāḍī al-Ṣadafī*, p.302 ; Muḥammad bin Muḥammad Makhlūf, *Shajrah al-Nūr al-Zakiyyah fī Ṭabaqāt al-Mālikiyyah*, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah , Beirut , 1424 A.H., vol.1, p.205.

10- قاضی عیاض، **الغنیة فهرست شیوخ القاضی**، دارالغرب الاسلامی، بیروت، الطبعة الاولی، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء، ۴۶

10. Qāḍī 'Iyāḍ, *al-Ghunyah Fehrist Shuyūkh al-Qāḍī*, Dār al-Gharab al-Islāmī, Beirut, 1402 A.H., p.46.

11- **الغنیة** ، ۱۶۲-۱۶۴

11. *Al-Ghunyah*, pp.162-164.

12- **الغنیة** ، ۱۲۹-۱۳۶

12. *Al-Ghunyah*, pp.129-136.

13- **الغنیة** ، ۲۷-۳٦

13. *Al-Ghunyah*, pp.27-46.

14- **الغنیة** ، ۶۸-۶۹

14. *Al-Ghunyah*, pp.68-69.

15- **الغنیة** ، ۶۵

15. *Al-Ghunyah*, p.65.

16- **الغنية**، ۱۳۸-۱۳۹

16. *Al-Ghunyah*, pp.138-139.

17- الذهبی، محمد بن أحمد بن عثمان (م۷۴۸ھ)، **سير أعلام النبلاء**، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الحادية عشرة، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، ۲۱/ ۲۴۱-۲۴۲؛ **شجرة**، ۱/ ۲۲۹

17. Al-Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, *Siyar A'lām al-Nubalā'*, Mū'sasah al-Risālah, Beirut, 1417 A.H., vol.21, pp.241-242; *Shajrah*, vol.1, p.229.

18- **سير**، ۲۱/ ۸۵-۸۶؛ ابن العماد حنبلی، عبد الحئ بن احمد بن محمد (م۱۰۸۹ھ)، **شذرات الذهب فی أخبار من ذهب**، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الاولى، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء ، ۶/ ۴۱۶؛ **شجرة** ، ۱/ ۲۲۰-۲۲۱

18. *Siyar*, vol.21, pp.85-86; Ibn al-'Imād Ḥanbalī, 'Abd al-Ḥaī' bin Aḥmad, *Shadharāt al-Dhahab fī Akhbār Man Dhahab*, Dār Ibn Kathīr, Dimashq, 1412 A.H., vol.6, p.416; *Shajrah*, vol.1, pp.220-221.

19- **الديباج**، ۲/ ۲۶۶؛ **الاحاطة**، ۲/ ۱۴۵-۱۴۶؛ **سير**، ۲۰/ ۲۱۶، ۲۱۹؛ **شجرة**، ۱/ ۲۲۲

19. *Al-Dībāj,* vol.2, p.266; *al-Iḥāṭah,* vol.2, pp.145-146; *Siyar,* vol.20, p.216, 219; *Shajrah,* vol.1, p.222.

20- **الديباج**، ۲/ ۲۵۹؛ **سير**، ۲۱/ ۱۴۷-۱۵۰؛ **شجرة**، ۱/ ۲۲۸-۲۲۹

20. *Al-Dībāj,* vol.2, p.259; *Siyar*, vol.21, pp.147-150; *Shajrah*, vol.1, pp.228-229.

21- **الديباج**، ۱/ ۴۴۶؛ **الاحاطة**، ۳/ ۳۱۵

21. *Al-Dībāj,* vol.1, p.446; *al-Iḥāṭah,* vol.3, p.315.

22- **الديباج**، ۱/ ۳۵۳-۳۵۴؛ **سير**، ۲۱/ ۱۳۹-۱۴۳، ۲۰/ ۲۱۶؛ **وفيات الأعيان**، ۲/ ۲۴۰-۲۴۱؛ **شجرة**، ۱/ ۲۲۳

22. *Al-Dībāj,* vol.1, pp.353-354; *Siyar*, vol.21, pp.139-143, vol.20, p.216; *Wafayāt al-A'yān,* vol.2, pp.240-241; *Shajrah*, vol.1, p.223.

23- **التعريف**، ۱۰۶؛ **الاحاطة**، ۱/ ۱۹۳

23. *Al- Ta'rīf*, p.106; *al-Iḥāṭah,* vol.1, p.193.

24- **الصلة**، ۷/ ٦٦١

24. *Al-Ṣilah*, vol.7, p.661.

25- **المعجم فی اصحاب القاضی الصدفی**، ۳۰۲

25. *Al-Mu'jam fī Aṣḥāb al-Qāḍī al-Ṣadafī,* p.302.

26- صدیق حسن خان قنوجی (م۱۳۰۷ھ)، **ابجد العلوم**، دارالکتب العلمیه، بیروت، س-ن، ۳/ ۱۴۸

26. Ṣiddīq Ḥasan Khān, *Abjad al-'Ulūm,* Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, n.d., vol.3, p.148.

27- **وفيات الاعيان**، ۳/ ۳۸۳

27. *Wafayāt al-A'yān,* vol.3, p.483.

28- **الدیباج**، ۴۸/۲

28. *Al-Dībāj,* vol.2, p.48.

29- جلال الدین السیوطی، عبد الرحمٰن بن أبی بکر(م ۹۱۱ھ)، **طبقات الحفاظ**، دارالکتب العلمیه، بیروت، الطبعة الاولی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ۴۷۰

29. Suyūṭī, Jalāl al-Dīn 'Abd al-Raḥmān bin Abī Bakar, *Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ,* Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1403 A.H., p.470.

30- **الدیباج**،۲/ ۴۹

30. *Al-Dībāj,* vol.2, p.49.

31- **أزهار الریاض**، ۳/ ۲۳-۲۲

31. *Azhār al-Riyāḍ*, vol.3, pp.22-23.

32- امام مازریؒ کے اسلوب کے لیے رجوع کیجئے: پروفیسر ڈاکٹر جمیله شوکت، **امام مازریؒ اور ان کی المعلم بفوائد مسلم تعارف و تجزیه**، القلم،اداره علوم اسلامیه جامعه پنجاب لاہور، ۲۴ /۲، دسمبر ۲۰۱۹ء، [http://doi.org/10.51506/alQalam.26(2)388]۹۵-۶۳

32. See: Prof.Dr.Jamila Shaukat, *Imām Māzirī and His al- Mu'lim bi Fawāi'd Muslim* – Introduction and Analysis, Al-Qalam , Institute of Islamic Studies ,University of the Punjab, Lahore, Dec.2019, vol.24, no. 2, pp.63-95. https://doi.org/10.51506/alQalam.26(2)388

33- قاضی عیاض ، **اکمال المعلم بفوائد مسلم**، دارالوفاء للطباعة والنشر والتوزیع، المنصورة، مصر، الطبعة الاولی، ۱۹۹۸ء، ۱/ ۷۱-۷۵

33. Qāḍī 'Iyāḍ, *Ikmāl al- Mu'lim bi Fawāi'd Muslim*, Dār al-Wafā', Miṣr, 1998 C.E., vol.1, pp.71-75.

34- مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، الطبعة الثانیة، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰، **کتاب الفتن، باب نزول الفتن کمواقع القطر؛ اکمال**، ۸/ ۴۲۰ ؛ **الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب التغلیظ فی تفویت صلاة العصر؛ اکمال**، ۲ / ۵۹۰

34. Muslim bin al-Ḥajjāj ,*al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Dār al-Salām, al-Riyāḍ, 1421 A.H., Kitāb al- Fitan, Bāb Nuzūl al-Fitan Ka Mawāq' al- Qaṭar; *Ikmāl*, vol.8, p.420; a*l-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al Masājid , Bāb al-Taghlīẓ fī Tafwīt Ṣalāt al-'Aṣar ; *Ikmāl*, vol.2, p.590.

35- **الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب صفة غسل الجنابة؛ اکمال**، ۲ /۱۵۵؛ **الجامع الصحیح، کتاب الطہارة، باب صفة الوضوء وکماله؛ اکمال**، ۲ /۱۳-۱۴؛ مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: **اکمال** ، ۲ / ۵ ، ۲۲۶؛ ۳ / ۳۸۵؛ ۶/ ۳۳۳، ۳۳۷، ۳۳۵ ؛ ۷/ ۲۳۹ ؛ ۸ / ۲۴۰،۲۴۲

35. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Ḥaiḍ, Bāb Ṣifat Ghusal al-Janabat; *Ikmāl*, vol.2, p.155; *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ* , Kitāb al-Ṭahārah , Bāb Ṣifat al-Wuḍū wa Kamālihi; *Ikmāl*, vol.2, pp.13-14; For more examples, see : *Ikmāl*, vol.2, p.5,226,vol.3,p.385, vol.6, p.333, 437,445, vol.8,pp.240-242.

[36]- **الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام؛ اکمال،** ۷/ ۴۶

36. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Salām, Bāb Min Ḥaq al-Muslim li 'l-Muslim…*;Ikmāl*, vol.7, p.46.

[37]- **الجامع الصحیح، کتاب الزھد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراھة التثآؤب؛ اکمال،** ۸ / ۵۴۱ ؛ مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: **اکمال،** ۱ / ۴۶۹؛ ۴ / ۵۹۱ .۵۹۳؛ ۵/ ۲۰۹؛ ۶ / ۱۸۰

37. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Zuhad, Bāb Tashmīt al-'Āṭis…; *Ikmāl*, vol.8, p.54;For more examples, see: *Ikmāl*, vol.1, p.649, vol.4, pp.591-593, vol.5, p.209, vol.6, p.180.

[38]- **غافر،** ۴۰:۵

38. *Ghāfir*, 40:5.

[39]- **العنکبوت،** ۲۹: ۴۶

39. *Al-'Ankabūt*, 29:46.

[40]- **الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب فی الألدالخصم؛ اکمال،** ۸/ ۱۶۲

40. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-'Ilm, Bāb fī al-Alad al-Khaṣam; *Ikmāl*, vol.8, p.162.

[41]- **النور،** ۲۴: ۶۳

41. *Al-Nūr*, 24:63.

[42]- **الحجرات،** ۴۹: ۲

42. *Al-Ḥujurāt*, 49:2.

[43]- **الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب السؤال عن أرکان الاسلام؛ اکمال،** ۱ / ۲۱۹ ؛ مزیدمثالوں کے لئے دیکھیے:**اکمال،**۱ / ۲۱۴ ، ۳۲۴،۲۷۵ ، ۳۵۲، ۳۷۲،۳۵۶،۳۵۵،۳۵۴، ۳۷۳، ۵ ۹۵ ؛ ۳/۵۵۵، ۵۷۰، ۵۷۳؛ ۵/ ۳۸۴-۳۸۵ ، ۴۰۴؛ ۸/ ۸ ۵ ، ۶۴ ، ۳۳۷

43. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān , Bāb al-Su'āl 'An Arkān al-Islām; *Ikmāl*, vol.1, p.219 ;For more examples, see: *Ikmāl*, vol.1, p.214,275,324,352,354,355,356,372,595,vol.3, p.555,570,573,vol.5, pp.384-385,404,vol.8,p.58,64,337.

[44]- **الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الاسلام ما ھو بیان خصالہ**

44. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb al- Islām Mā Huwa Bayān Khiṣālihi.

[45]- **الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب السؤال عن ارکان الاسلام؛ اکمال،** ۱ / ۲۲۱-۲۲۰

45. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān , Bāb al-Su'āl 'An Arkān al-Islām; *Ikmāl*, vol.1, pp.220-221.

46- النور، ۲۴: ۳۱

46. *Al-Nūr*, 24:31.

47- ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۹ء، **کتاب اللباس، باب فی قوله عزوجل: ﴿وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن﴾**.

47. Abū Dāwūd, Sulaymān bin al-Ash'ath, *al-Sunan,* Dār al-Salām, al-Riyād̟, 2009 C.E., Kitāb al-Īmān, Bāb fī Qawlihi 'Azza wa Jal: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن﴾.

48- **الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها؛ اکمال**، ۵ / ۵۷-۵۶ ؛ مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: **اکمال**، ۱ / ۴۵۹؛ ۶/ ۴۹-۴۸، ۱۲۸، ۱۳۲-۱۲۶؛ ۷/ ۲۳۸-۲

48. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Ṭalāq, Bāb al-Muṭallaqah al-Bā'in…; *Ikmāl*, vol.5, pp.56-57;For more examples, see: *Ikmāl*, vol.1, p.459, vol.6, pp.48-49, 126-128, vol.7, pp.237-238.

49- **الجامع الصحیح، کتاب صلوة المسافرین و قصرها، باب فضل الفاتحة؛ اکمال** ، ۳/ ۱۷۶ ؛ نیز دیکھیے: **الجامع الصحیح (ب)، کتاب فضائل القرآن،باب من لم یر بأسا ان یقول:سورةالبقرةوسورةکذاو کذا؛السنن(ن)،کتاب عمل الیوم و اللیلة،باب من قرأ آیتین** ۔

49. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb Ṣalāt al-Musāfirīn wa Qaṣruhā, Bāb Faḍal al-Fātiḥah ; *Ikmāl*, vol.3, p.176; See: *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ(b),* Kitāb Faḍāil al-Qur'ān , Bāb Man Lam Yara Ba'san…; *Al-Sunan(n),* Kitāb 'Amal al-Yaum wa al-Lailah, Bāb Man Qara'a Āyātayn.

50- **الجامع الصحیح، کتاب الطهارة ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالها؛اکمال**، ۴ / ۳۸

50. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Ṭahārah, Bāb Wujūb Ghasal al-Rijlayn bi Kamālihā; *Ikmāl*, vol.4, p.38.

51- **الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب التیمم؛اکمال**، ۴ / ۲۲۳- ۲۲۴؛ مزید مثالوں کے لئے دیکھیے: **اکمال**،۲/۴۵۳،۵۷۸؛ ۳/ ۱۱-۱۲، ۳۸ ۔۳۹ ، ۴۶ ۔۴۷، ۱۵۹؛ ۶/ ۳۴۵، ۶۴۰

51. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Ḥaiḍ, Bāb al-Tayammum; *Ikmāl*, vol.4, pp.223-224;For more examples,see: *Ikmāl*, vol.2, p.453,578,vol.3,pp.11-12,38-39,46-47,159,vol.6, p.345, 640.

52- **الجامع الصحیح**، ص: ۱۰

52. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* p.10.

53- **الجامع الصحیح**، ص: ۱۱

53. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* p.11.

54- جس سند میں رواۃ کی تعداد قلیل ہو وہ عالی سند یا صفت علو کی حامل سند کہلاتی ہے۔ایسی حدیث کی سند قوی تر ہوتی ہے بہ نسبت اس حدیث کے جس کی سند میں رجال کی تعداد زیادہ ہو۔سند عالی کی دو اقسام ہیں،اول: علو مطلق،ایسی سند جو نبی کریم تک کم سے کم

واسطوں سے پہنچی ہو۔ دوم: علو نسبی، ایسی سند جو امام حدیث سے قرب رکھتی ہو خواہ نبی کریم ﷺ تک واسطے زائد ہوں، متاخرین کی اس صورت سے کافی رغبت رہی ہے۔(ماخوذ از: ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، مکتبۃ ابن عباس للنشر والتوزیع، المنصورۃ، جمھوریۃ مصر العربیۃ، ۲۰۱۱ء، ۲۰۳)؛ طلبِ علو سند کے لیے سفر کرنا صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ اسلاف کا طرزِ عمل رہا ہے (تفصیل کے لیے رجوع کیجئے: خطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت (م ۴۶۳ھ)، الرحلۃ فی طلب الحدیث، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۷۵ء)

54. The chain of *ḥadīth* in which the number of narrators is minimum known as *'Ālī Sanad*. It had been the norm of *Ṣaḥābah*, *Tāb'īn* and *Aslāf* to travel for obtaining the *'Ālī Sanad*.(For detailed description, see: Ibn Ḥajar al-Asqalānī , Aḥmad bin 'Alī, *Nuzhat al-Naẓar fī Tawḍīḥ Nukhbat al-Fikr fī Muṣṭaleḥ Ahal al-Athar,* Maktabah Ibn 'Abbās, Miṣr, 2011 C.E., p.203; Khaṭīb Baghdādī, Aḥmad bin 'Alī, al-Riḥlah *fī Ṭalab al- Ḥadīth,* Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah,Beirut,1975 C.E.

55 - **الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب السؤال عن ارکان الاسلام؛ اکمال،** ۱ / ۲۲۰

55. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb al-Su'āl 'An Arkān al-Islām; *Ikmāl*, vol.1, p.220.

56 - **الجامع الصحیح، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا، باب الدعا فی صلاۃ اللیل وقیامہ؛ اکمال،** ۳ /۱۱۸

56. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb Ṣalāt al-Musāfirīn wa Qaṣruhā, Bāb al-Duā fī Ṣalāt al-Lail…; *Ikmāl*, vol.3, p.118.

57 - **الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ؛ اکمال،** ۲ / ٦٦٥

57. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Masājid, Bāb Qaḍā' al-Fāitah; *Ikmāl*, vol.2, p.665.

58 - **اکمال،** ۱ / ١٦٨-١٧٠

58. *Ikmāl*, vol.1, pp.168-170.

59 - **الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس؛ اکمال،** ۲ / ٥٦٥

59. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Masājid, Bāb Awqāt al-Ṣalāt al-Khamas; *Ikmāl*, vol.2, p.565.

60 - **الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب ؛ اکمال،** ۲/ ۴٥٦-۴٥٨

60. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Masājid, Bāb al-Nadab Ilā Waḍ' al-Aydī…; *Ikmāl*, vol.2, pp.456-458.

61 - **الزخرف** ۴۳: ۳۳

61. *Al-Zukhruf*, 43:33.

62 - **الجامع الصحیح ، کتاب الامارۃ ، باب قولہ ﷺ((لاتزال طائفۃ... الخ))**

62. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmārah, Bāb Qawlihi ﷺ **((لاتزال طائفۃ ... الخ)).**

63 ۔ الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس؛ اکمال ،۲/ ۵٦٧ ؛ مزید مثالوں کے لئے دیکھیے: اکمال، ۳/ ۱۲۰ ، ۱۵۱

63. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Masājid, Bāb Awqāt al-Ṣalāt al-Khamas; *Ikmāl*, vol.2, p.567;For more examples, see: *Ikmāl*, vol.3, p.120,151.

64 ۔ اہل سنت والجماعت اور گمراہ فرقوں کے تعارف وتفصیل کے لیے دیکھیے: عبد القاہر بن طاہر البغدادی(م۴۲۹ھ)، الفرق بین الفرق،دار التوفیقیة للتراث ،القاهرة ، ۲۰۱۰

64. For detailed description of *ahal al-sunnat wa al-Jamā't* and other sects, see: 'Abd al-Qāhir bin Ṭāhir al-Baghdādī, *al-Faraq Bayn al-Firaq,* Dār al-Taufīqīyah, al-Qāhirah, 2010 C.E.

65 ۔ الاعراف ۷: ۱۴۳

65. *Al-A'arāf,* 7:143.

66 ۔ الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتهی، باب معنی قول الله عزوجل: ﴿ولقد رآه نزلة اخری﴾... ؛ باب فی قوله علیه السلام: ((نور أنی أراه))... ؛ اکمال، ۱ / ۵۳۴-۵۲۷

66. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb Ma'nī Qawl Allah﴿ ولقد رآه نزلة اخرى ﴾...; Bāb fī Qawlihi ﷺ ((نور أنى أراه))...; *Ikmāl*, vol.1, pp.527-534.

67 ۔ النور، ۲۴ :۳۵

67. *Al-Nūr*, 24:35.

68 ۔ الجامع الصحیح ، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتهی؛ باب معنی قول الله عزوجل : ((ولقد رآه نزلة اخری)) ...؛باب فی قوله علیه السلام((نورانی اراه))...؛ اکمال ، ۱ / ۵۳۴-۵۲۷

68. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb Ma'nī Qawl Allah﴿ ولقد رآه نزلة اخرى ﴾...; Bāb fī Qawlihi ﷺ ((نورأنى أراه))...; *Ikmāl*, vol.1, pp.527-534.

69 ۔ الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة؛ اکمال، ۱ / ۵۴۴-۵۴۳

69. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb Ma'rifat Ṭarīq al-Rū'yah; *Ikmāl*, vol.1, pp.543-544.

70 ۔ الجامع الصحیح، کتاب الامارة، باب قول ﷺ ((انما الاعمال بالنیة))؛ اکمال، ٦/ ۳۳۳-۳۳۲

70. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Imārah, Bāb Qaul ﷺ ((انما الاعمال بالنية)); *Ikmāl*, vol.6, pp.332-333.

71 ۔ سدِ ذرائع کی تفصیل کے لیے رجوع کیجئے: عبد الکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقه، اسلامی اکادمی ،اردو بازار لاہور،س ن ، ۲۴۵-۲۵۱

71. For detailed description of *Sadd Dharā',* see: 'Abd al-Karīm Zaydān, al-Wajīz fī Usūl al-Fiqh, Islāmī Academy, Lahore, n.d., pp.245-251.

72 ۔ الانعام، ٦: ۱۰۸

72. *Al-An'ām,* 6:108.

73 - **الجامع الصحيح، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر واكبرها؛ اكمال، ١/ ٣٥٨**

73. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān al-Kabā'ir wa Akbaruhā; *Ikmāl*, vol.1, p.358.

74- الجامع الصحيح، كتاب الفضائل، باب من فضائل الخضر؛ اكمال، ٧/ ٣٧٢

74. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al- Faḍāil, Bāb Min Faḍāil al-Khiḍar; *Ikmāl*, vol.7, p.372.

75- اكمال، ٥/ ٥٧٤

75. *Ikmāl*, vol.5, p.574.

76- اكمال، ١/ ٢٤٦

76. *Ikmāl*, vol.1, p.246.

77 - الجامع الصحيح، كتاب الأقضية، باب بيان اجرالحاكم اذا اجتهد فاصاب أو أخطا

77. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Aqḍīyah, Bāb Bayān Ajr al-Ḥākim Idhā Ijtahada Fa'aṣāba 'Aw 'Akhta'a.

78- الترمذی ، محمد بن عیسیٰ ، الجامع ، ابواب الاحکام ،باب ما جاء عن رسول اللہ ﷺ فی القاضی

78. Al-Tirmidhī, Muḥammad bin 'Īsā, *Al-Jāmi' ,* Abwāb al-Aḥkām , Bāb Mā Jā'a 'An Rasūl Allah ﷺ fī al-Qāḍī.

79- **اكمال،** ٥/٥٧٣-٥٧٢

79. *Ikmāl*, vol.5, pp.572-573.

80- **الجامع الصحيح، كتاب الايمان، باب الأمربقتال الناس...؛ اكمال، ١/٢٤٨-٢٤٦؛ الجامع الصحيح، كتاب الأقضية، باب بيان أجر الحاكم اذا اجتهد...؛ اكمال،** ٥/ ٥٧٤-٥٧٢؛ فقہی مسائل کے لئے مزید دیکھیے: **اكمال،** ٢/ ٢٢٦، ٣/٣٨٦-٣٨٣، ٥/ ٥٢٤-٥١٧

80. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb al- 'Amar bi Qitāl al-Nās…; *Ikmāl*, vol.1, pp.246-248; *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Aqḍīyah, Bāb Bayān Ajr al-Ḥākim Idhā Ijtahada…; *Ikmāl*, vol.5, pp.572-574; For more examples, see: *Ikmāl,* vol.2, p.226, Vol.3, pp.383-386, vol.5, pp.517-524.